﴿اداریہ﴾　بسم اللہ الرحمن الرحیم○

سیلاب کی تباہ کاریاں اور ہماری ذمہ داری

رئیس التحریر مولانا سید نسیم علی شاہ الھاشمی ۔ مہتمم جامعہ

سیلاب کی تباہ کاریوں اوراس کی شدت کے بارے میں میڈیا مسلسل معلومات فراہم ہورہاہے۔اور کہا جارہا ہے کہ یہ سیلاب گذشتہ ایک نہیں بلکہ پانچ صدیوں میں سب سے بڑا سیلاب ہے جس نے وطنِ عزیز کے ایک چوتھائی رقبے پر تباہی مچارہی ہے۔ لاکھوں ایکڑاراضی پر موجود دھان، گنے، چاول، مکئی کی فصلوں کے ساتھ ساتھ سبزیوں اور ترکھاریوں کو بہا کر لے گیا، ہزاروں کی تعداد میں انسانی جانیں سیلاب کی نذرہوئیں۔لاکھوں مکانات اور عمارتیں ملیامیٹ ہوئیں کروڑوں ہم وطن بے گھر ہوگئے۔اس سیلاب کو جو کہ عذاب سے کسی طور کم نہیں۔اقوام متحدہ کا ادارہ یونیسف زمین کی سب بڑی ایمرجنسی جبکہ سیکرٹری جنرل بان کی مون سلوموشن سونامی قراردے رہاہے

ایک معاصر جریدے کی رپورٹ کے مطابق پنجاب اور پختونخواہ میں ایک کرروڑ سے زائد افراد متاثر ہوئے ساڑھے چھ لاکھ مکانات تباہ ہوئے نقصان کا حجم 2005 کے زلزلے سے کہیں بڑھ کر ہے۔2005 کے زلزلے سے صرف 32 ہزار کلومیٹر علاقہ متاثر ہوا تھا جبکہ سیلاب سے ایک لاکھ 32 ہزار چار سو اکیس مربع کلومیٹر علاقہ بُری طرح متاثر ہوا ہے پختونخواہ کے وزیر اعلیٰ امیر حیدر ہوتی کے مطابق فقط پختونخواہ کو 180 ارب روپوں کا نقصان ہوا ہے یہی صورت صوبہ پنجاب میں بھی رہی جہاں مجموعی طور پر چالیس ہزار ہے زائد رہائش یونٹو (مکانات) کونقصان پہنچاہے

اقوام متحدہ کے ادارہ برائے خوراک وزراعت (ایف ایچ او) کے مطابق 32 لاکھ رقبے پر کھڑی فصلیں تباہ ہوئیں اور لاکھوں ٹن بیج ناکارہ ہوگیا مزید براں متاثر علاقوں میں مواصلات رابطہ پلیں، ریل کی پٹریاں اور دیگر انفراسٹرکچر کہیں مکمل اور کہیں جزوی طور پر تباہ ہوا۔ایک اور اندازے کے مطابق اِس سیلاب سے 350 سے 500 ارب روپوں کا نقصان ہوا۔چیئرمین نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے مطابق فقط این ایچ اے کو مجموعی طور پر چھ ارب روپوں کا نقصان ہوا۔یہ مکمل تفصیلات نہیں بلکہ کچھ جھلکیاں ہیں کیونکہ ابھی مکمل تفصیلات سامنے نہیں آئی ہیں مگر ایک بات آشکارا ہے کہ اِس سیلاب بلا خیز کی بدولت وطنِ عزیز کئی عشرے پیچھے چلا گیا۔

سیلاب ایک قدرتی آفت کے طور پر ہمارے سامنے ہے جسکی وجہ سے جو تباہی و بربادی ہوئی اُس پر ہر دلِ دردمند رنجیدہ اور ہرآنکھ شکبار ہے۔کئی مائیں لختِ جگر کھو بیٹھیں اور کئی بہنیں اپنے بھائیوں کو۔ بچے یتیم اور بے اسرا ہوئے۔بعض جگہ تو پناہ لینے کے لئے بھی کوئی جگہ باقی نہیں بچی۔چار سو پانی ہی پانی اور پانی کی حکمرانی رہی۔ یہ منظر طوفانِ نوح کا اگرنہیں تھا تو کچھ کم بھی نہ تھا۔

ایک افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ 2005 کے زلزلے کے دوران میڈیا نے بھرپور مہم چلائی تھی۔ جسکے ردعمل کے طور پر زلزلہ زدگان کی امداد اور بحالی کیلئے قوم کا جوش اور ولولہ دیدنی تھا۔کیا مرد کیا عورت سب نے اپنی سی کوشش کی تھی۔ بہنوں نے اپنا زیور تک

زلزلہ زدگان کی نذر کر دیا تھا۔ مگر اب کے بار نہ صرف وہ جوش وہ جذبہ دیکھنے کو نہیں ملا بلکہ اُلٹا بعض علاقوں سے انتہائی سنگدلی اور بے حسی کی خبریں آئی ہیں ۔ کچھ عاقبت نااندیشوں نے امدادی سامان کو لوٹ لیا، ایک مسجد میں پناہ گزینوں کو نشہ پلا کر لوٹ لیا گیا۔

منافع خوری کی حد سے بڑی سنگدلی کی روش نے اس سوال کو جنم دیا ہے کہ اگر اپنے ہم وطن وہم مذہبوں کے ساتھ ہمارا یہ رویہ رہا تو آخر ملک کا کیا بنے گا۔ مصیبت کی اِس گھڑی میں ہمارے حکمران مصیبت زدگان کے زخموں پر پھاہا رکھنے کی بجائے ذاتی سیاحتی دورے پر ملک سے باہر چلے گئے اور باہر کے ملکوں میں موجود اپنے محلوں میں عیش کرتے رہے۔ اُن کی اندرونِ ملک موجودگی سے سیلاب رُکنے والا تو نہ تھا اور نہ کسی معجزے نے رونما ہونا تھا۔ لیکن ایسے مواقع پر حکمرانوں اور بڑوں کی موجودگی سے دلاسے کی صورت پیدا ہوتی ہے اور پاکستانی وہ بدقسمت قوم ہے جو اِس قسم کی تسلی اور دلاسے سے بھی محروم رہی۔ امدادی کاروائیوں کے سلسلے میں بھی حکومتی تگ ودو اور کارکردگی کچھ زیادہ تسلی بخش نہ رہی۔ البتہ اسلامی رفائی تنظیموں اور اداروں نے مقدور بھر ہم وطن مصیبت زدگان کو سنبھالا دینے کیلئے کوششیں کیں جس کا اعتراف نہ صرف مصیبت زدگان کر رہے ہیں بلکہ غیر سرکاری پرنٹ والیکٹرانک میڈیا بھی کر رہا ہے۔ لیکن ابتلاء جتنا بڑا ہے اس کے تناسب سے یہ کاروائیاں بھی بہت کم ہیں۔ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ حکومتی ذمہ دار حضرات دعوی ضرور کر رہے ہیں کہ ہم ایک ایک گھر کو پھر سے تعمیر کریں گے۔ خدا کرے ان کو اپنے دعوے نبھانے کی توفیق ملے۔

سیلاب، زلزلے، وبائی امراض قہرِ خداوندی کا مظہر ہیں ۔ ابتلا کے ایسے وقت میں اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی ضرورت ہے کہ وہ کونسے اعمال ہیں جن کی بناء پر ہم خداوندِ غفور وکریم کی قہاری کے زد میں آئے۔ اسلامی تعلیمات ہمیں اِس قسم کے آفات میں اکیلا نہیں چھوڑتیں۔ جنابِ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں جب کوئی سخت امر پیش آتا تو آپ ﷺ کا رنگ فق ہو جاتا آندھی، بادل، سخت بارش، سورج وچاند گرہن ایسے تمام موقعوں پر نبی کریم ﷺ مسجد کا رُخ کرتے اور اللہ کے حضور سربسجود ہوتے۔

ضرورت اِس امر کی ہے کہ انفرادی اور اجتماعی طور پر ہم اپنا جائزہ لیں ۔ اپنے اعمال وافعال کا ازخود محاسبہ کریں۔ گناہوں پر استغفار کریں، توبۃ النصوح کریں اور آئندہ کیلئے اُن تمام اُمور سے اجتناب کریں جو اللہ تبارک وتعالی کی ناراضگی کا باعث بنتے ہیں۔ کبائر اور غفلت وکوتاہی پر ندامت کے آنسو بہائیں۔ نبی کریم ﷺ نے اُمتِ مسلمہ کو جسدِ قرار دیا ہے کہ جب اِس کے ایک حصے میں تکلیف ہو تو پورا جسم بے چین ہوتا ہے۔

مسلمان فرد اللہ کے یہاں بڑا شرف رکھتا ہے۔ ایسے مسلمان کو جو اپنے بھائیوں کی مصیبت وتکلیف رفع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بنظرِ استحسان دیکھتا ہے۔ اور ایسے مسلمان کیلئے بشارت ہے۔

دوسری طرف ایسے موقوں پر باہمی اخوت اور بھائی چارہ کو لازم پکڑنا بھی از حد ضروری ہے اور لڑائی جھگڑے سے اجتناب ضروری ہے۔ ابن عباسؓ سے منقول ایک حدیث نبوی میں مومن کی تعظیم وتکریم کو کعبہ کی تعظیم وتکریم سے بڑھ کر بیان کیا گیا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ ہم مسلمان کے ساتھ تعاون کو اسلام کی دی گئی تکریم کی بنیاد پر کرنے کی کوشش کریں۔ دنیوی ریت ہے کہ اقوامِ عالم ایسے

حالات میں ایک دوسرے کی مدد ضرور کرتے ہیں۔ مگر غیروں کا ایسی صورت حال میں امداد تعاون ان کے اپنے غلیظ اور مکروہ عزائم اور مقاصد کا تابع ہوا کرتا ہے۔ جسکا اندازہ واقفانِ حال نے زلزلے کے دوران ضرور لگایا ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ کے روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن فرمائیں گے۔ '' آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا تم نے میری عیادت نہیں کی؟ بندہ عرض کرے گا میں کیسے آپ کی عیادت کرتا آپ تو رب العالمین ہیں۔ (بیمار ہونے کی عیب سے پاک ہیں) اللہ تعالی فرمائیں گے میرا فلاں بندہ بیمار تھا تم نے اُس کی عیادت نہ کی۔ کیا تمہیں معلوم نہ تھا کہ تم اگر اُسکی عیادت کرتے تو مجھے اُس کے پاس پاتے؟ آدم کے بیٹے میں نے تم سے کھانا مانگا تم نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ بندہ عرض کرے گا میرے رب! میں آپ کو کیسے کھلاتا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالی فرمائیں گے کہ میرے فلاں بندے نے تم سے کھانا مانگا تھا تم نے اُس کو کھانا نہیں کھلایا کیا تمہیں معلوم نہ تھا کہ تم اگر اُس کو کھانا کھلاتے تو تم اُس کا ثواب میرے پاس پاتے (صحیح مسلم) اِس حدیث نبوی ﷺ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنا استعداد کی صورت میں قابل مواخذہ ہے۔ اللہ پاک بذاتِ خود محاسبہ فرمائیں گے۔ اِسی طرح قرآنِ کریم کی آیتِ مبارکہ کا مفہوم کچھ اِس طرح ہے۔ کہ بعض ضرورت مند اپنی شرافت اور شرم کی وجہ سے سوال نہیں کرتے مگر اُن کو اُن کے چہرے کے خدوخال اور پریشانی کے آثار سے پہچانا جاسکتا ہے اور ایسے افراد کی مدد ضروری ہے۔

ایک دوسری حدیثِ نبوی ﷺ ہے جسے حضرت ابنِ عباسؓ نے نقل کیا ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہناتا ہے تو جب تک پہننے والے کے بدن پر اُس کپڑے کا ایک ٹکڑا بھی رہتا ہے پہنانے والا اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔ (ترمذی) اِسی طرح یہ بھی فرمایا کہ مسکین کو اپنے ہاتھ سے دینا بُری موت سے بچاتا ہے۔

لہذا قارئینِ کرام، اہلِ خیر حضرات اور رفاہی اداروں کیلئے یہ ایک موقع بھی ہے۔ جس کا بھرپور فائدہ اُٹھا کر ہم اپنی گناہوں اور کوتاہیوں کا ازالہ زیادہ سے زیادہ صدقات وعطیات کی صورت میں کر سکتے ہیں۔ آگے بڑھیں اور مصیبت کی اِس گھڑی کو چین وراحت اور قہرِ خدا کو خدا کے رحم وکرم اور رحمت میں تبدیل کرنے کیلئے اپنے حصے کا کردار ادا کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆